افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

بیاد مجلس شیخ الحدیث

صحبتے با اہل حق

اصول کی پابندی

۲۲ر فروری ۱۹۸۰ء - بعد العصر حسب معمول مجلس شیخ الحدیث میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ دارالعلوم کے بعض اساتذہ اور طلبہ بھی پہلے سے موجود تھے۔ احقر بھی سلام و مصافحہ کر کے ایک طرف بیٹھ گیا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے احقر سے فرمایا: کفایت المفتی ج ۹ کا کیا بنا ساتھ لائے ہو کہ نہیں؟ اس سوال کا پس منظر یہ ہے کہ گذشتہ دنوں احقر نے حضرت مدظلہ سے عرض کیا تھا جب ۱۹۲۵ء میں سرحد اسمبلی میں شریعت بل پیش ہوا تھا تو اس وقت ڈیرہ اسماعیل خان کے قاضی محمد جان صاحب نے حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سے اس سلسلہ میں استفتار اور شبہات کا جواب طلب کیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کا جو مفصل جواب تحریر فرمایا، موجودہ دور میں شریعت بل کے سلسلہ میں اٹھائے گئے سوالات اور شبہات کا بھی اس سے کافی حد تک ازالہ ہو جاتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ تو اچھی بات کہی جب آنا تو "کفایت المفتی" بھی ساتھ لانا اور مجھے بھی وہ مضمون سنا دینا۔ آج جب احقر حاضر خدمت ہوا تو حضرت مدظلہ چند روز قبل میرے ذمہ لگائے ہوئے کام کفایت المفتی کے ساتھ لانے کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کتاب ساتھ لائے ہو کہ نہیں؟

احقر نے عرض کیا: حضرت! کتاب میں نے کتب خانہ سے لی تھی اور ناظم کتب خانہ نے میرے نام اس کا اندراج بھی کر دیا تھا۔ مگر استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے دیکھ لی تو مجھ سے لے لی کہ سینیٹ میں انکی اس سلسلہ میں مفصل تقریر ہونے والی تھی۔ ناظم کتب خانہ مولانا اعجاز حسین صاحب بھی حاضر خدمت تھے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں کفایت المفتی کے کتنے نسخے موجود ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی صرف ایک نسخہ ہے۔ ارشاد فرمایا: جب نسخہ ایک ہے تو پھر اسے کتب خانہ سے باہر جانے کی اجازت کیوں دی — دیکھو! دارالعلوم دیوبند میں بھی کتب خانہ کا یہ اصول تھا اور ہمارا بھی یہی اصول ہونا چاہیئے کہ جس کتاب کا کتب خانہ میں ایک نسخہ موجود ہو اس کے باہر جانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ برخوردار سمیع الحق کو ضرورت تھی تو کتب خانہ میں دیکھ لیتے، میرے لئے بھی یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ دیکھئے اصول کو ملحوظ رکھئے — اب کیا بنے گا سمیع الحق تو چھ سات روز کے سفر پر ہیں۔ اچھا یوں کرو کہ بازار میں کسی کتب خانہ سے میرے لئے یہ کتاب ذاتی طور پر لے لو میں رقم ادا کر دوں گا۔ احقر نے عرض کیا حضرت! مستقل کتاب لینے کی بجائے مطلوبہ بحث کی فوٹو کرا لیں گے اور

اور وہ کل ساتھ لاؤں گا اور سنا دوں گا۔ ارشاد فرمایا: بہت بہتر ہے مگر دیکھنا کتب خانہ کے بارے میں اصول کو ملحوظ رکھنا، بے قاعدگی سے نقصان ہوتا ہے۔ اور باقاعدگی میں برکت ہوتی ہے۔

شریعت بل، اکابرین جمعیۃ کی مساعی کا تسلسل

اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شریعت بل کوئی نئی بات نہیں، دیکھو ۱۹۳۵ء میں انگریزوں کے دور میں بھی شریعت بل پیش کیا گیا تھا حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ اور جمعیۃ علماء ہند اسکی پشت پر تھے۔ الحمدللہ کہ آج بھی اللہ پاک نے جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگوں اور شریعت محاذ کے رہنماؤں کو شریعت بل کی تحریک چلانے کی توفیق بخشی ہے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ اس میں دارالعلوم کا بھی حصہ ہے۔

علماء کرسی کے طالب نہیں

اسی مجلس میں یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ سرکاری لوگوں کو اور وکلاء اور عدالتوں کے بعض ججوں کو یہ اندیشہ ہو رہا ہے۔ کہ اگر شریعت بل پاس ہوگیا، نظام شریعت قائم ہوگیا تو مولوی کرسیوں پر قبضہ کرلیں گے اور ہمیں کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔ علماء کرسیوں کی جنگ نہیں لڑتے۔ دیکھئے میراث کا قانون علماء کی مساعی سے پاس ہوا تھا، اب تک چل رہا ہے، مگر اس میں کسی مولوی نے کرسی کا مطالبہ نہیں کیا کسی مفتی نے کسی جج سے کرسی کی جنگ نہیں لڑی۔ ہمارے دارالعلوم کے دارالافتاء میں بھی وراثت کے مسائل آتے ہیں علماء بتاتے ہیں، جج نافذ کرتے ہیں، کسی مولوی کا اور جج کا آج تک نفاذ حکم میں بھی اختلاف نہیں آیا کہ مولوی نے یہ کہا ہو کہ جب فتویٰ میں نے دیا ہے۔ مسئلہ میں نے بتایا ہے کرسی پر بھی میں بیٹھوں گا۔ لہذا جب مکمل شریعت نافذ ہوگی تب بھی کرسی پر یہی حضرات بیٹھیں گے، ہمارے بوریہ نشین علماء صرف رہنمائی کریں گے، مسائل بتائیں گے۔ انہیں اسکی فکر نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ سے ملاقات

۱۹۳۵ء کے شریعت بل کا ذکر ہو رہا تھا حضرت مفتی کفایت اللہ کا ذکر بھی ہوا۔ تو احقر نے اسی مجلس میں عرض کر دیا حضرت آپ کی حضرت مفتی کفایت اللہ سے کبھی ملاقات بھی ہوئی ——؟ ارشاد فرمایا: خوب یاد ہے کئی بار ان کی زیارت و ملاقات کے قدرت نے بہترین مواقع مرحمت فرمائے —— مرحوم جمعیۃ علماء ہند کے روح رواں تھے ایک طرف انگریز سے آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے سیاست کے خارزار کے شناور تھے۔ دوسری طرف علوم و معارف کے بہت ماہر عالم تھے، فقہ و قانون ان کا خاص موضوع تھا۔ شیخ العرب والعجم حضرۃ مولانا حسین احمد مدنیؒ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

اعلاء کلمۃ الحق کیلئے علماء دیوبند کے بے نظیر کارنامے

کسی مناسبت سے احقر نے عرض کیا: حضرت! خلفاء راشدین کے نظام خلافت راشدہ کو چھوڑ کر اور دیگر چند مستثنیات کے علاوہ تاریخ میں ہمیں کوئی ایسا خطہ نظر نہیں آتا، جہاں مکمل طور پر نظام اسلام نافذ کر دیا گیا ہو۔؟ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا: جی ہاں! اللہ کا احسان ہے۔ دین زندہ ہے باقی ہے یہ دین اقتدار کا محتاج نہیں حکومت کی سرپرستی کی اسے ضرورت نہیں۔ علماء حق ہر دور میں رہے اور اپنا فریضہ ادا کرتے رہے اہل اسلام اور دین کے بہی خواہ ہر زمانہ میں اہل باطل سے برسرپیکار رہے۔ برصغیر کی تاریخ تمہارے سامنے

ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد یہاں پر جو مظالم کئے گئے، جس قدر ظلم، تشدّد اور استبداد کا ریکارڈ قائم کیا گیا، حریّت و آزادی کے پروانوں کو تہ تیغ کیا گیا، علماء شہید کر دئے گئے، طلبہ اور علمی حلقے برباد کر دئے گئے دنیا کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملتی اس طرح اس دور میں برصغیر میں اہل اسلام اور علماء حق نے جسطرح اسلام کی بقا و حفاظت، حریّت و آزادی، خدمت و اشاعت دین کی جنگ لڑی اور جتنی تصانیف، تعلیمی ادارے، دینی مدارس اور تبلیغی ادارے قائم ہوئے، حریت وجہاد کی جنگ لڑی گئی، دنیا کی تاریخ میں اسکی بھی نظیر موجود نہیں، کوکب الدری - فتح الملہم - اعلاء السنن — لامع الدراری - اوجز المسالک - بذل المجہود - ترجمہ شیخ الہند بیان القرآن . یہ سب اسی دور کی یادگار ہیں جس کے اپنے پرائے سب قائل ہیں -

تبلیغی جماعت ایک عالمگیر اسلامی تحریک ارشاد فرمایا: دور نہ جائیے صرف تبلیغی جماعت کو دیکھ لیجئے اسی دور میں آج سے تقریباً نصف صدی قبل اسکی بنیاد رکھی گئی، کسے کیا خبر تھی کہ یہ ایک روز عالمگیر تحریک بن جائے گی. آج نقشہ تمہارے سامنے ہے یہ عظیم اور وسیع ترین جماعت، عالمگیر جماعت بن چکی ہے۔ پہلے گاؤں گاؤں مجالس وعظ منعقد ہوتے تھے سالوں میں کہیں کسی واعظ کی تقریر سنی جاتی تھی مگر تبلیغی جماعت نے ہر شہر ہر گاؤں اور ہر ہر محلہ میں وعظ و تبلیغ کی دعوت و تحریک پہلائی. یہ سب اکابر علماء دیوبند کی برکات و توجہات کا ثمرہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند صرف ایک تعلیم گاہ یا مدرسہ نہیں وہ تو ایک تحریک ہے جسکی مختلف شاخیں ہیں۔ دارالعلوم دیوبند علوم و معارف کا دریا ہے جس سے مختلف نہریں جاری ہیں کبھی تبلیغ کی صورت میں کبھی درس و تدریس اور تعلیم کی صورت میں، کبھی جہاد و اعلاء کلمۃ الحق کی صورت میں، کبھی تصنیف و تحریر اور رد فرق باطلہ کی شکل میں اور کبھی دعوت وارشاد اور اشاعت و تبلیغ کی شکل میں، غرض دارالعلوم دیوبند امت کیلئے ایک حجت ہے۔ قرآن خدا کی کتاب ہے۔ اللہ خود ہی اس کا حافظ ہے۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

خودغرضی اور انانیت سے انتشار اور دھڑے بندی پیدا ہوتی ہے۔ ارشاد فرمایا: مجھے تو تبلیغی جماعت کی عالمگیر تحریک پر بے حد مسرت ہے، دنیا کی تاریخ میں ایسی جماعت کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی یہ سب دارالعلوم دیوبند کی برکات ہیں -

احقر نے عرض کیا حضرت! ۴۶ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ کہ تبلیغی جماعت کام کر رہی ہے۔ مگر اس قدر طویل عرصۂ کار میں جماعت کے مؤقف، پالیسی میں کوئی فرق نہیں آیا، کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا کوئی دھڑے بندی قائم نہیں ہوئی. کوئی علیحدہ علیحدہ جماعتیں نہیں بنائی گئی، کسی عہدہ و منصب کا جھگڑا نہیں ہوا، جماعت روز بروز پھیلتی اور بڑھتی جا رہی ہے -

حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! تم نے بڑے پتے کی بات کہہ دی. اور اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ جماعت کے افراد میں اپنے اغراض، اپنے مقاصد، عہدہ و منصب اور جاہ و منزلت، انا اور خودغرضی

نہیں ہے اس لئے جھگڑا بھی نہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے افراد میں اپنے حقوق کے مطالبے کا تصور بھی کسے نہیں آتا۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابر میں تقویٰ طہارت پاکیزگی، پرہیزگاری ہے۔ انانیت، خود پرستی اور تکبر سے تو وہ شناسا ہی نہیں، ان میں عہدوں، جاہ و منصب اور لالچ و طمع کا مریض اور دنیا کا حریص کوئی نہیں اس لئے جماعت آئے دن روبہ ترقی ہے خدا تعالیٰ مزید ترقیات عطا فرمادے۔

کتاب الانساب | ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۶ھ ماہنامہ الحق میں مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے علماء کے سلسلہ میں حقر کے سلسلۂ مضامین "علامہ سمعانی سے ایک ملاقات" کا کسی نے ذکر چھیڑا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! علامہ عبدالکریم سمعانی کی "کتاب الانساب" ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اب یہ اچھا ہوا کہ بیروت والوں نے اسکی فوٹو کاپی بیک وقت شائع کر دیا ہے۔ کتاب نایاب ہے مگر خدا کا فضل ہے کہ اللہ نے دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ کو فراہم کر دی ہے۔ دوسرے روز جب دفتر اہتمام میں تشریف لائے۔ ناظم کتب خانہ مولانا اعجاز حسین کو بلایا اور کتاب الانساب کے بارے میں دریافت فرمایا، کتاب لائی گئی مگر مہمانوں کے ہجوم کی وجہ سے کتاب نہ دیکھ سکے مجھے تاکید فرمائی کہ جب عصر کو آنا تو علامہ سمعانی کی کتاب الانساب ساتھ لانا۔ احقر نے عصر کی مجلس میں الانساب پیش کر دی جگہ جگہ سے دیکھی، اس سلسلہ کے احقر کے شائع شدہ مضامین بھی سنے تھے اور اب اصل کتاب کے بعض مقامات بھی سنے اور بار بار کتاب کو مسرت، و شوق کی نگاہ سے دیکھتے رہے اور فرمایا۔ ایک وقت تھا کہ پانچ منٹ بغیر کتاب کے گذارنا مشکل تھا، اور اب نظر کی کمزوری کی وجہ سے کتاب کے مطالعہ سے محرومی ہے ـــ ارشاد فرمایا: بہت اچھا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے الانساب میں صنعت و حرفت سے تعلق رکھنے والے پیشہ ور علماء کے انتخاب اور ان کو متعارف کرانے کا کام لے لیا اس سے علم اور اہل علم کی عزت بڑھے گی نسلی امتیاز اور قومی عصبیتیں ختم ہوں گی۔ آپ محنت کریں اسماء الرجال کی کتب میں بھی تحقیق کریں خدا تعالیٰ آپ کی مدد فرمادے گا۔ امام غزالیؒ، امام ابوحنیفہؒ یہ سب کاروبار اور پیشے سے وابستہ تھے اور اپنے ہاتھوں سے رزق حلال کماتے تھے۔ آپکا سلسلۂ مضامین پسندیدہ ہے خدا تعالیٰ مزید ہمت اور برکت دے۔[۱]

جہاد افغانستان | اس مجلس میں محاذ جنگ سے آئے ہوئے مجاہدین کیطرف متوجہ ہوئے۔ ان کی خیریت، اور حال احوال دریافت فرمایا۔ مختلف محاذوں پر روسی دشمن سے برسرپیکار علماء اور حقانی فضلاء مولانا دیندار حقانی، مولانا جلال الدین حقانی وغیرہم کی خیریت وغیرہ دریافت فرمائی۔ ارگون کے محاذ جنگ کی تفصیلات معلوم کیں جب مولانا عبدالمنان نے بتایا کہ آج کل وہاں سخت سردی پڑ رہی ہے۔ ابھی چند روز قبل آٹھ مجاہدین برف میں پھنس کر شہید ہوگئے بعض کے پاؤں ٹھٹھر کر بے کار ہو گئے۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ بے حد رنجیدہ ہوئے، چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ اور اس

۱۔ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و فضل کے تذکروں پر مشتمل احقر کے سلسلۂ مضامین کی آٹھ قسطیں ماہنامہ الحق، ماہنامہ الخیر ملتان، اور ماہنامہ دارالعلوم دیوبند اور بعض دیگر ملکی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ مزید کام بھی جاری ہے۔

کیفیت کافی دیر تک اثر رہا۔ شہداء کیلئے دعائیں فرماتے رہے، حاضرین سے اور طلبۂ دارالعلوم سے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت و رفع درجات کی تاکید فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا: کہ تمام اہلِ اسلام کیلئے افغان مجاہدین کی ثابت قدمی، جذبۂ جہاد، شوقِ شہادت بے مثال قربانی، سرمایۂ فخر و سعادت ہے۔ بالخصوص ہمارے لئے اور دارالعلوم حقانیہ کیلئے، آپ حضرات اور دارالعلوم کے جملہ فضلاء اور طلبہ کا میدانِ کارزار میں مجاہدانہ کردار دنیا و آخرت کا بہترین سرمایہ اور ذریعۂ نجات ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے مجاہدین کی حد درجہ قدر افزائی کی الحاح و تفرع سے دعائیں کیں اور پھر اپنے دستِ مبارک سے خاصی رقم بھی مجاہدین میں تقسیم فرمائی۔ ارگون کے محاذِ جنگ کے ایک مجاہد عالم مولانا بادشاہ گل جو کئی سال تک دارالعلوم حقانیہ میں تحصیلِ علم کرتے رہے نے عرض کیا: حضرت! میں نے اپنے مجاہد ساتھیوں اور محاذِ جنگ پر برسرِپیکار رفقاء کی جماعت کا نام "تحریکِ جنود اللہ" رکھا ہے۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا: ماشاء اللہ خوب ہے۔ نام کا اثر کام میں ہوتا ہے۔ خدا برکت دے اور یہ نیک فال ہے۔ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ اور بیشک ہماری ہی فوجیں غالب آئیں گی۔

سرکاری طلاق کی شرعی حیثیت | ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ۔ حضرت العلامہ مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی نے سرکاری طلاق کی شرعی حیثیت پر ایک فتویٰ تحریر فرمایا تھا، جسے دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے تصویب و تصدیق حاصل ہوئی اور مفتی حضرات نے اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ بعد میں جب وہ فتویٰ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی خدمت میں دستخط کیلئے پیش کیا گیا۔ تو اولاً آپ نے معذرت فرمائی کہ جب دارالافتاء سے تصویب ہو گئی ہے تو پھر میرے دستخط کی ضرورت باقی نہیں رہی، مگر جب حضرت کو بتایا گیا کہ یہ ایک تحریک ہے۔ جسے ملک کے تمام جامعات اور اکابر علماء و مشائخ کے دستخطوں سے شائع کیا جائے گا تاکہ اجماعی طور پر متفقہ اور مؤثر رہے۔ تب آپ نے فتویٰ کی مفصل تحریر سنی اور درج ذیل عبارت تحریر فرما کر دستخط ثبت فرمائے:

"الجواب صحیح، جب حاکم شرعی قواعد و شرائط کو ملحوظ نہ رکھے تو شرعاً اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ اور ایسے فیصلوں سے تمام مسلمانوں کو عملاً احتراز لازمی ہے۔" [1]

دارالعلوم کی مُہر | اسی مجلس میں ارشاد فرمایا: فتویٰ پر مہر بھی ثبت کر دیں۔ احقر نے عرض کیا دارالافتاء سے دارالعلوم کی مہر لگا دی گئی ہے۔ فرمایا: بہت اچھا ہوا احقر نے عرض کیا اور اگر آپ اجازت دیں تو آپکی تحریر کے نیچے آپکی ذاتی مُہر بھی ثبت کر دی جائے ارشاد فرمایا میری ذاتی مہر کی کوئی حیثیت نہیں۔ جب دارالعلوم کی مہر آجائے تو مہتمم کی مُہر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مولانا عبدالحلیم دیروی نے عرض کیا حضرت! آپکی مہر سب سے اہم ہے ارشاد فرمایا: نہیں ایسا نہیں دارالعلوم کی مہر اصل ہے۔ اور ہم سب اس کے تابع ہیں۔ جب اصل آجائے تو توابع کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

---

[1] اور اب وہ فتویٰ ملک بھر سے پانچ سو مفتیانِ کرام کے تائیدی دستخطوں کے ساتھ تحریکِ نفاذِ شریعت کلاچی سے شائع ہو کر ملک بھر میں تقسیم کیا جا چکا ہے اور الحمدللہ اس کے مثبت اور مؤثر نتائج بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔